تنویر حسین ڈار
ریسرچ اسکالر شعبہ فارسی کشمیر یونیورسٹی

کشف المحجوب اخلاقیات کے آئینے میں

فارسی ادب کا شمار دنیا کے قدیم ترین ادبیات میں کیا جاتا ہے۔ جو تقریباً تین ہزار سال کی تاریخی قدامت رکھتی ہے۔ فارسی ادبیات میں شعر اور نثر دو بنیادی قالب شمار کیے جاتے ہیں۔ بعض پرانی فارسی کتابیں ادبی موضوعات سے عاری ہیں۔ مثلاً تاریخ ،مناجات ،اور دیگر علوم وغیرہ۔ لیکن اس کے باوجود بھی ادبی اہمیت کی حامل ہیں اور کلاسیکی فارسی میں اپنی جگہ رکھتی ہیں۔ فارسی ادبیات میں موضوعات کی کثرت دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس میں مثال کے طور پر موضوعات اس طرح سے ہیں۔ مثلاً حماسہ سرائی، روایات، اساطیر ایرانی و غیر ایرانی، مذہبیات، عرفان وتصوف ،روایت ہای عاشقانہ ،فلسفہ، اخلاقیات، سیاسیات اور سماجیات وغیرہ۔ فارسی ادب سے وابستہ افراد نہ صرف فارسی ادب کے دایرے کے درمیان محدود نہ رہے ہیں۔ بلکہ یہ ادبی اشخاص پوری دنیا میں مشہور و معروف ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں ہم مندرجہ زیل شعراء اور مصنفین کا نام بڑے فخر کے ساتھ لے سکتے ہیں۔ مثلاً :ابو عبداللہ جعفر بن محمد رودکی، ابو القاسم فردوسی، حکیم جمال الدین نظامی گنجوی، حجتہ الحق عمر خیام، مولانا رومی، حافظ شیرازی، سعدی شیرازی، حضرت امیر خسرو، حسن سجزی دھلوی، غنی کشمیری، صرفی کشمیری، خواجہ حبیب اللہ حبی نوشہری وغیرہ وغیرہ

برصغیر میں فارسی ادب نے کب جنم لیا اس کے بارے میں محققین کے درمیان کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر چہ برصغیر ھند و پاک اور ایران کے تعلقات بہت پہلے سے وجود میں آ چکے تھے۔ اس بارے میں محکمہ آثار قدیمہ کا کہنا ہے کہ تحقیقات کی رو سے یہ روابط آریایوں کے زمانے سے ہیں۔ اور یہاں آنے والی آریایی قوم ایران کی آریایی قوم کی ہی ایک شاخ تھی۔ چونکہ ریگ وید میں ایران اور کتاب اوستا میں ھندوستان کا ذکر ملتا ہے۔ ا سنسکرت اور ایران کی مختلف قدیمی زبانوں میں کافی حد تک مشابہت ملتی ہے۔ اس ضمن میں مورخین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ مثلاً خاندان ھخامنشی اور خاندان ساسانی شمالی ھند کے کسی نہ کسی حصے پر ضرور فرمانروائی چلاتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ھندو بادشاھوں کے

Scanned by CamScanner

درباروں میں فارسی جاننے والے ہوا کرتے تھے یا ان کے تعلقات ان ممالک سے اچھے تھے جن کی زبان فارسی ہوا کرتی تھی۔۲ لیکن اس ضمن میں محققین کی رائ یہ ہے کہ سلطان محمود غزنوی کے دور تک اگر چہ ھندوستان پر مسلمانوں کی حکومت رہ چکی تھی۔لیکن ان کی دفتری زبان عربی تھی نہ کہ فارسی۔

ہندوستان میں مسلمان سب سے پہلے علاقہ سند پر قابض ہوے تھے۔جب عرب جنرل محمد بن قاسم نے غزوہ ھند کا قیام عمل میں لایا تو اس نے سب سے پہلے سندھ پر حملہ کیا۔محققان کا کہنا ہے کہ جب وہ اس حملہ کی تیاری کے لےفوج کو منظم کر رہا تھا۔تو اس نے ایران کے شہر شیراز میں اردوگاہ لگایا تھا۔ اس دوران اس کے ساتھ ایرانی بھی شامل ہوے ہونگے۔لیکن اس کیمپ میں شامل اکثر فوجی عربی جاننے والے تھے۔عربی زبان کے غلبے کی وجہ سے زبان فارسی فروغ حاصل نہ کر سکی۔۳

اس شیرین زبان کو ھندوستان میں پھیلانے کا شرف حکومت غزنویہ کے حصے میں آیا ہے۔اس عھد میں لاہور فارسی زبان کا بنیادی مرکز بنا۔ہزاروں کی تعداد میں ایران سے اور غزنی سے لوگ ترک وطن کر کے یہاں آباد ہوئے۔اور ان میں ایک بڑی تعداد فارسی شعراء اور صوفیاء اور مصنفین کی تھی۔انہی شعراء و صوفیا اور علماء کی آمد کی وجہ سے فارسی زبان چہار سو پھیلنے لگتی ہے۔اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتی ہے۔لاہور کے دربار میں موجود ادباء،علماء،علم دوست وزراء کی بدولت بہت تیزی کے ساتھ لاھور ایک علمی و ادبی مراکز کے طور پر ابھر کر سامنے آیا جس سے طالبان علم کے لیے ایک مکمل جگہ کا انتظام ہوگیا۔اس میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ برصغیر میں فارسی ادبیات کا سرچشمہ شہر لاہور سے ہی پھوٹا۔غزنوی دور میں لاہور بارونق اور باعظمت شہر بن چکا تھا اور غزنین خورد کہلانے لگتا ہے۔۴

برصغیر ھند و پاک کی سرزمین پر جن شعراء نے ابتداء میں قدم رکھا ان میں سرفہرست عنصری،فرخی،اور عسجدی قابل ذکر ہیں۔کیونکہ یہ سلطان محمود کے اکثر ھندوستانی جنگوں میں شریک رہے ہیں۔اور ان شعراء نے ان جنگوں کا حال اپنی شاعری میں بڑے جوش اور جزبے کے ساتھ بیان کیا۔موضوع کے لحاظ سے اس میں تنوع پایا جاتا ہے۔غرض ہر طرح کے موضوعات کو وہ چاہے نظم ہو یا نثر دونوں میں جگہ ملی ہے۔برصغیر ھند و پاک کے فارسی ادبیات کے موضوعات مندرجہ زیل ہیں۔مذھب، تفاسیر،سوانح حیات،عرفان و تصوف،الٰہیات،سیاسیات،سماجیات اور خلاقیات وغیرہ قابل زکر ہیں۔

غزنوی دور کو فارسی زبان و ادبیات کا ایک بہترین دور مانا جاتا ہے۔اس دور کی فارسی نثر کا

Scanned by CamScanner

زیادہ تر سرمایہ ہم تک نہیں پہنچا ہے۔لیکن اس کے باوجود نثر نگاری کا ایک زرین دور خیال کیا جاتا ہے اس دور کے ایک اہم ترین نثر نگار حضرت داتا گنج بخش نظر آتے ہیں ۔ان کی تالیفات میں منھاج الدین ،کتاب الفنا،اسرار الخرق ،کتاب البیان ،نمودن قلوب،الرعایہ،شرح کلام منصور حلاج ،کشف الاسرار اور کشف المحجوب ہے۔لیکن اب ان کی صرف دو کتابیں ملتی ہیں ایک کشف الاسرار اور دوسری کشف المحجوب ۔یہ کتاب فارسی میں تصوف کے موضوع پر لکھی جانے والی ایک مستند اور معتبر کتاب ہے۔غزنی سے ایک بزرگ ابوسعید غزنوی داتا صاحب کے ساتھ تشریف لاے تھے اور انھوں آپ حضرت سے تصوف اور صوفیاء کے بارے میں چند سوالات پوچھے تھے۔حضرت داتا صاحب نے یہ کتاب انہی سوالات کے جواب میں لکھی ہے اور اس کتاب کا نام کشف المحجوب رکھا گیا ہے۔۵

یہ کتاب ۱۳۴ابواب پر مشتمل ہے۔کتاب کے پہلے حصے میں تصوف کے مبادیات ،دوسرے حصے میں تقریباً ۱۳۰ صوفیاء کے احوال بیان کیے گیے ہیں ،تیسرے حصے میں تصوف کے مسایل اور اصطلاحات صوفیہ کا بیان ہے۔ظاھری بات ہے جب اس میں صوفیاء کے حالات درج ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کا طرز گفتگو کیا تھا۔وہ کس طرح کا لباس پہنتے تھے۔ان کے کھانے میں کیا کیا چیزیں شامل تھیں ۔ان کے معاملات کیسے تھے،عوام کے ساتھ کس طرح کا برتاو روا رکھا تھا،اس دنیا کو کس نظر سے دیکھتے تھے،آیا کسی چیز کے ملنے پر خوشی کا اظہار کرتے تھے،یا اگر کوئی چیز کھودیتے تھے،تو اس پر غمگین بھی ہوا کرتے تھے،عطاو بخشش ،درگذر و عفو، جود و سخاوت میں ان کا کیا رول رہا ہے،ان کا طرز تفکر کیا تھا،یا ان کی عبادت کیسی تھی ان تمام چیزوں کو اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے اور حکایتوں اور داستانوں میں بیان کیا گیا ہے۔

آج کل کے معاشرے میں ہر طرح کی خرابی پائی جاتی ہے۔اخلاقی اقدار کی خلاف ورزی ،انسانی اصولوں کی پامالی ،اختلافات اور حقوق بشر کا نام نہاد پروپگنڈ ا سب کے سب اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ معاشرے میں برائیوں کے خلاف کیے جانے والے دنیا کے تمام اقدام اور قوانین نہ صرف ایک خوشگوار معاشرہ اور ایک کامیاب زندگی تشکیل دینے میں کامیاب نہیں رہے۔بلکہ شاید آگے بھی اس امید کو ہم سے چھین لیا ہے۔ آجکل کے معاشرے میں ایسے قوانین کہاں پایے جاتے ہیں ۔جو مالدار افراد کو اس بات پر قانع کر سکا۔کہ ہر روز اپنے آپ پر کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کے بجاے دنیا کے

Scanned by CamScanner

بھوکے پیاسے انسانوں کے نام کردیتے۔ جوموت وزیست کے درمیان کشمکش میں مبتلا ہیں۔ایسا کونسا قانون ہے جوڈالروں پرسونے والے ان خونخواراوردولت کے بھوکے درندوں کواس بات پرمجبور کرسکے ،کہ یہ دنیا کے سب سے قیمتی اورسب سے مہنگے ہیروں سے اپنے فانی جسم کومزین کرنے اوراپنے بے وقعت ڈرائینگ روم کالاکھوں لاکھوں اورکروڑوں کروڑوں روپے سے خریدی گئی پینٹنگ سے سجانے کے بجاے دنیامیں الفت ومحبت کا پرچار کریں،اوران کروڑوں افرادکوموت سے نجات دیں جوجزام،کینسراور مہلک بیماریوں سے نبردآزماہیں۔٦

کس قانون میں اتنی قدرت پائی جاتی ہے کہ وہ بشر کی سرکش ہواوہوس کورام کرسکے اوراس ماڈرن ٹیکنالوجی کوبشر کے قلبی سکون اورراحت وآرام کاذریعہ قرار دے سکے۔کس قانون میں اتنادم ہے کہ وہ بشر کےضمیر میں اتر سکے۔؟اس کا جواب واضح ہے۔کہ موجودہ اصول اورقوانین میں سے ایک قانون بھی ایسانہیں ہے۔کہ وہ مندرجہ بالاسوالات کے جواب پیش کرسکے۔یہی وہ مقام ہے۔جہاں اخلاقیات کواپنانے ،دوسروں تک پہنچانے اورترویج دینے کی ضرورت خودبخودواضح ہوجاتی ہے۔جو ہر رکاوٹ کوتوڑکرآگے بڑھ جاتی ہے۔یہاں تک کہ خلاؤں کو چیرتی ہوئی انسان کی روح کی گہرائی تک اتر جاتی ہے۔کہ جس سے ایک عالی صفت انسان سامنےآسکتا ہے۔٧

یہی وہ مناسب وقت ہے کہ جہاں کشف المحجوب کے اخلاقی جلوؤں کو عام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔اس کتاب میں آداب معاشرت،اسلامی اخوت،والدین کے ساتھ نیک برتاؤ،پڑوسیوں کےحقوق،صلہ رحم،سماجی زندگی کا طریقہ،خوش اخلاقی کےنتائج،تواضع کےنتائج وفوائد،وفای عہد،عفواور درگذشت،تعاون،یتیموں اورغریبوں کی سرپرستی،غم اور خوشی کے اوقات،ملاقات،سلام اور احوال پرسی،دوست اورساتھی،حسد،چغلخوری،تکبر،غرور،حب دنیا،حب مال،مقام ومنزلت اورغیبت ۔غرض اخلاقیات کےتمام پہلووں کوبڑی فنکاری سے مصنف نے داستانوں،حکایتوں،اورواقعات کے ذریعے بیان کیاہے۔٨ اب ہم ان میں چندضروری نکات کاذکر کرینگے۔

حضرت داتا گنج بخش نےتواضع اورانکساری کے باری میں تاکید کرتے ہوئےسورہ فرقان کی آیت سے استدلال کیا۔کہ اللہ کے نیک سیرت بندے وہ ہیں کہ وہ جاہلوں سے الجھتےنہیں اورزمین پر اپنے قدم آہستہ رکھتے ہیں۔چونکہ یہ قانون کلی ہے کہ جب انسان چلتا ہےتواس کے چلنے کااندازاس کے

Scanned by CamScanner

اندرونی کیفیت کی غمازی کرتا ہے۔لہذاانسان کا طور طریقہ یا اس کی نشست و برخاست کو دیکھ کر یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ کون عاجزی سے چلتا ہے اور کون متکبر۔

ایک اور جگہ بیان کیا کہ حضرت ابوحفص فرماتے ہیں کہ تصوف آداب کا نام ہے ہر وقت کے آداب، ہر مقام کے آداب اور ہر حال کے آداب۔گو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان کو سماجی زندگی کے آداب معلوم ہونے چاہے گفتگو کے آداب، آداب بندگی، آداب زندگی وغیرہ۔ایسا نہ ہو کہ ایک انسان اپنے آپ پر فخر و افتخار کرے اور دوسروں کو اہانت اور حقارت کی نظر سے دیکھے۔

حضرت داتا گنج بخش نے حضرت محمد مرتعش کا بہترین قول نقل کیا ہے کہ تصوف خوش خلقی کا نام ہے۔۹

اس کا مطلب یہ ہے ایک انسان معاشرے کے درمیان اچھے اخلاق والا ہو۔تاکہ ایک اچھا معاشرہ وجود میں آسکے۔معاشرے میں لوگوں کے درمیان الفت و محبت اور اتحاد قائیم کرے۔کیونکہ اہل عرفان و تصوف کی نگاہ میں سب انسان برابر ہیں اور کوئی قوم وقبیلہ نیز کوئی رنگ ونسل اور مقام ومنزلت میں ایک دوسرے پر فوقیت نہیں رکھتا اور امیری وغریبی برتری اور فضیلت کا معیار نہیں بلکہ پرہیزگاری اور خوش اخلاقی کے علاوہ ہر معیار بے بنیاد ہے۔حضرت داتا گنج بخش صوفیاء کے لباس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اکثر مشائخ کرام کا لباس مرقعہ ہوتا تھا مرقعہ سے مراد وہ لباس ہے جو بہت سارے پرانے کپڑوں کے ٹکڑوں سے بنایا جاتا تھا اور یہ لمبا ہوا کرتا تھا جو پورے جسم کو ڈھانپ دیتا تھا حضرت داتا صاحب روایت نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؓ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آن جناب کے پیراھن کی آستین انگلیوں تک ہوتی تھی۔۱۰ آیئے آج دیکھیے کہ دنیا کا لباس کیا ہوا ہے مرد اور عورت دونوں کا لباس اس قدر شبیہ ہے کہ بعض اوقات مرد اور عورت میں فرق کرنا خاصہ دشوار ہوجاتا ہے۔

چونکہ قبلاً اشارہ ہو چکا ہے کہ یہ کتاب تصوف پر مشتمل ہے اور ساتھ ساتھ اس میں صوفیوں کے اخلاقیات ان کا رہن سہن، زندگی گزارنے کا طریقہ، لوگوں کے ساتھ ہم آھنگی، مساوات، یکجہتی وغیرہ وغیرہ جیسے بلیغ انداز میں پیش کیا ہے خاص کر اخلاقیات کے موضوعات نمایاں طور پر دیکھنے کو ملتے ہیں۔حضرت داتا گنج بخش صوفیوں کے اخلاقیات کے بارے میں فرماتے ہیں "رسم وعلم کا نام تصوف نہیں ہے بلکہ وصف و اخلاق کا نام ہے" ۱۱، نیز وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر رسم کا نام تصوف ہوتا تو ریاضت و

Scanned by CamScanner

مجاھدے سے حاصل ہو جاتا اور اگر علم کا نام تصوف ہوتا تو تعلیم سے تکمیل کی جا سکتی مگر یہ تو سراپا اخلاق ہے ۔مزید اور ایک جگہ فرماتے ہیں "پسندیدہ اور محمودہ افعال و اخلاق کا نام تصوف ہے" ۱۲،اس سے یہ بات واضح اور عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت داتا گنج بخش نے بہترین اور مدبرانہ انداز میں اخلاقی جلوؤں کو کشف المحجوب میں پیش کیا ہے چونکہ ایک بہترین انسان کا دارومدار ان کی خوش اخلاقی پر ہوتا ہے نیز علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب شعرالعجم کی پانچویں جلد میں اخلاقیات کے بارے میں یوں فرماتے ہیں" تصوف کو اخلاق سے نہایت قریب کا تعلق ہے" ۱۳۔اس ضمن میں ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی اخلاق کی اہمیت کے بارے میں یوں فرمایا ہے:"انی بعثت لاتمم مکارم الاخاق" ۱۴،یعنی مجھے لوگوں کے اخلاقیات کو درست کے لئے مبعوث کیا گیا ہے اس سے ہمیں اخلاقی اقدار کا اندازہ ہو جاتا ہے۔اخلاقی خوبیوں میں بزرگوں کا احترام،پاس نمک،مہمان نوازی،احسان مندی،غیرت مندی اور معایب میں عیش پرستی ،برائیاں،شراب نوشی،طوائف پسندی،امرد پرستی ،غلاموں کی خرید و فروخت،قزاقی،لڑکیوں کی کم قدری،رشوت خوری آتا ہے۔۱۵

آج ہمارے نفوس میں شہوت پرستی ،نفس پرستی ،خدا سے دوری ،برے اخلاق ،مادہ پرستی ،انسانیت کو غارت کرنے والے افعال جیسے موذی چیزیں عیان اور واضح ہیں۔یعنی ہر طرف سے شیطانی افکار،عیاشی اور خودمستی کے نقوش دیکھنے میں آسانی سے آتے ہیں۔جس کی وجہ سے سماج کا ایک ایک فرد خوف زدہ اور ناخوش نظر آتا ہے۔اسی پرتناؤ اور کھٹن آب و ہوا میں صوفیاء کرام اور اولیاء اللہ جیسے عظیم بزرگوں کی تعلیمات کو پھیلانے اور رواج دینے کی اشد ضرورت خود بخود واضح ہو جاتی ہے۔اگرچہ مزکورہ کتاب بحثیت ایک عرفانی اور سلوک کی کتاب کے طور پر شہرت رکھتی ہے اور طالبان راہ سیر و سلوک کے لئے ایک مشعل فروزندہ کے مانندان کے درمیان موجود ہے لیکن

اس کے باوجود بھی اس میں جلوہ ھاہ اخلاقی جا بجا نظر آتے ہیں۔تو اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ جو یہ اولیاء اللہ تھے وہ نہایت درجہ خدا دوست اور خدا پرست انسان کے طور پر سماج میں زندگی گزارتے تھے۔ان کی تعلیمات کا بنیادی اور اثاثی مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ سماج کے ہر طبقے میں لوگ ایک دوسرے سے عدل،انصاف اور حق کے مطیع و فرمانبردار رہے۔اور ان کی کوشش یہی تھی کہ معاشرے کا ایک ایک فرد بحثیت انسان ہو کر رہے تا کہ فرشتوں سے بالا نظر آجائے اور یہ معاشرہ ایک بہترین اور

Scanned by CamScanner

سازگار سماج کے طور پر ابھر کر آئے۔

حضرت داتا گنج بخش کی یہ کتاب کشف المحجوب اخلاقیات کے جلووں سے بھری ہوئی ہے۔انھوں نے یہ قیمتی خزانہ چھوڑا ہے آج بھی اس کی قدر واہمیت کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء ،مولانا جامی،شہزادہ دارا شکوہ نے اس کتاب کی بہت تعریف کیں ہیں۔پروفیسر نکلسن نے اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا ہے۔اس کتاب کا طرز تحریر مجموعی طور پر سادہ ہے لیکن تصوف کے موضوع کی وجہ سے اس میں عربی الفاظ کا استعمال زیادہ ہوا ہے۔اس میں کہیں کہیں جملوں میں موزونیت کا احساس ظاہر ہوتا ہے اور یہ موزونیت صوفیانہ کتب کی ایک اہم خصوصیت ہے۔انہی تعلیمات عظمیٰ کی بنا پر کشف المحجوب کتاب کی ادبی اہمیت بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔

کتابیات۔۔۔

۱ ایران (عہد قدیم کی سیاسی،ثقافتی ولسانی تاریخ)از ڈاکٹر محمد شرف عالم،مطبع پرنٹولوجی انک،کوچہ چیلان،دریا گنج نئی دہلی،سال اشاعت۲۰۰۴۔ص ۸

a : kashmir under sultans, by Prof.Mohib-ul-Hussain,Published by Ali Mohd & Sons,2002,Edition,19,Page 253.

۲ ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ از ڈاکٹر سید عبداللہ،طبع سمر آفسٹ پرنٹرس نئی دہلی،سال اشاعت۱۹۹۲،ص۲۹

۳ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔ص۳۰

۴ فارسی ادبیات کی مختصر ترین تاریخ از ڈاکٹر محمد ریاض،ڈاکٹر صدیق شبلی،کاک آفسٹ پرنٹرس دہلی،سال اشاعت۲۰۰۴،ص۱۵۲

۵ چکیدہ (تاریخ ادبیات ایران)حصہ نثر،از ڈاکٹر منظر امام،طبع بہارت آفسٹ پرنٹرس دہلی،سال اشاعت۲۰۰۰،ص۲۷

Scanned by CamScanner

٦ کردارسازی،ازآیت اللہ شیخ ناصر مکارم شیرازی،مترجم،مولانا عباس اصغر شبریز،مطبع،اے۔بی۔جی۔سی آفسیٹ پرس دہلی۔سال اشاعت ۲۰۰۸،ص ۱۴

٧ ایضاً۔۔۔۔۔۔ص ۱۵

٨ کشف المحجوب،از ،ابوعلی ہجویری،مترجم،مفتی غلام معین الدین نعیمی،مطبع،اسٹار آفسٹ پرنٹنگ پریس دہلی،سال اشاعت ،۱۹۸۸،ص ۷۰،۷۱

٩ کشف المحجوب،از ،ابوعلی ہجویری،مترجم،مفتی غلام معین الدین نعیمی،مطبع،اسٹار آفسٹ پرنٹنگ پریس دہلی،سال اشاعت ،۱۹۸۸،ص ۷۳

١٠ کشف المحجوب،از ،ابوعلی ہجویری،مترجم،مفتی غلام معین الدین نعیمی،مطبع،اسٹار آفسٹ پرنٹنگ پریس دہلی،سال اشاعت ،۱۹۸۸،ص ۷۹

١١ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔ص،۷٦

١٢ ایضا۔۔۔۔۔۔۔ص،۷۸

١٣ شعر العجم از علامہ شبلی نعمانی،مطبع،معارف پریس شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ،سال اشاعت ۲۰۱۴،ص ۱۵٦

١٤ قرآن و علوم طبعیت ،از،دکتر مہدی گلشنی،مطبع،پژوھشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرھنگی،تہران،سال اشاعت،۲۰۰۸،ص ۹۰

١٥ ہندوستانی تہذیب،از،ابن کنول،مطبع،قومی قونسل برائے فروغ اردو زبان،نئی دہلی،سال اشاعت ۲۰۱۳،ص ۲۰۰

Scanned by CamScanner